پروفیسر امین اللہ وثیر

احمد ابنِ زیدون

اندلس کے اسلامی عہد کا نامور شاعر اور ادیب ابوالولید احمد ابن زیدون ۳۹۴ھ مطابق ۱۰۰۳ء میں قرطبہ میں پیدا ہوا تھا۔[1] اس کی ولادت الدولۃ العامریہ میں منصور بن منظفر کی وفات کے ایک سال بعد مظفر بن ابی عامر کے آغازِ حکومت میں قرطبہ کے ایک بہت معزز اور مشہور اہل علم و فضل خاندان میں ہوئی۔[2]

ابن زیدون قریش کے مشہور خاندان بنو مخزوم کا چشم و چراغ تھا، حضرت خالد بن ولید بھی اسی قبیلے کے لائق فرزند تھے۔ ابنِ زیدون کا پورا نام اس طرح ہے۔ ابوالولید احمد بن عبداللہ بن احمد بن غالب بن زیدون۔ اس لحاظ سے زیدون اس کے دادا کے دادا کا نام ہے جس کی نسبت سے وہ خود مشہور ہوا۔

خاندانی حالات

طارق بن زیاد کی فتوحات سے لے کر (۹۲ھ) آخری گورنر بنی اُمیّہ یوسف بن عبداللہ الفہری کے عہد حکومت تک اندلس میں حمیری شامی اور عراقی قبائل بڑی کثیر تعداد میں داخل ہوئے۔ افریقہ سے بربری بھی پہنچ گئے۔ "نفح الطیب" میں ایسے بے شمار علما و فضلا کے نام ملتے ہیں جنھوں نے مشرق سے اس سرزمین کی طرف ہجرت کی۔ ابنِ زیدون کا خاندان بھی انھیں نو واردوں میں سے تھا۔ اس لحاظ سے ابنِ زیدون خالص عربی ہے۔ اس کی علمی و ادبی زندگی میں اس نسب کا بہت دخل رہا ہے۔[3] اس کے آبا و اجداد قرطبہ کے مشہور اہلِ فضل و کمال اور اربابِ قضا میں شمار ہوتے تھے، ان کا ادب و فقہ سے خاص لگاؤ تھا۔ کان من ابناء وجوہ الفقہاء۔[4]

---

[1] شرح العیون ص۲
[2] دیوان ص۳۰
[3] تاریخ العرب فی اسبانیا ص۱۲۶
[4] دیوان ابن زیدون ص۲۲۲

اس خاندان کے تین اشخاص ابن زیدون کے نام سے مشہور ہوتے :

(۱) احمد بن عبداللہ ابن احمد بن غالب بن زیدون۔ مشہور شاعر۔ اس کی کنیت ابوالولید ہے۔

(۲) اس شاعر کا والد عبداللہ جس کی کنیت ابوبکر (القاضی) تھی۔

(۳) اس شاعر کا بیٹا، ابوبکر بن زیدون[۵]

ابوبکر بن زیدون اپنے والد (شاعر ابن زیدون) کی وفات کے بعد قرطبہ میں معتمد بن عباد کا وزیر بنا۔ صفر ۴۸۴ھ میں یوسف بن تاشفین نے قرطبہ پر حملہ کیا اور ابن عباس سے اس شہر کو اپنے تصرف میں لے لیا۔ ابوبکر اسی گڑبڑ کے دوران قتل کیا گیا[۶]

ابوبکر عبداللہ شہر قرطبہ کا مشہور فقیہ اور صاحب جاہ و جلال قاضی تھا، وہ معروف عالم اور واسع الثقافت ادیب بھی تھا۔ قرطبہ کی مجالس علم و ادب میں اس کی بہت عزت ہوتی تھی اور وہ بڑی قدر و منزلت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا۔ وہ ۳۰۴ھ میں پیدا ہوا اور سو سال کی عمر کو پہنچ کر ۴۰۵ھ (۲۲ ربیع الآخر) میں البیرہ کے مقام پر فوت ہوا۔ اس کی لاش آبائی گھر قرطبہ لائی گئی اور یہیں اسے سپرد خاک کر دیا گیا۔

اندلسی شاعر، ابوبکر عبادہ نے اس کی وفات پر مندرجہ ذیل مرثیہ لکھا۔ اس سے قاضی کی علو قدر کا اندازہ کیا جا سکتا ہے :

ای رکن من الریاسۃ ہیضا	وجسوم من المکارم غیضا
حملوہ من بلدۃ نحو اخری	کی یوافوا بہ ثراہ الاریضا
مثل حمل السحاب ماء طیبا	لیتداوی بہ مکانا مریضا

"اے تمام لوگوں کے سردار اور مکارم اخلاق کے مالک۔ وہ اسے شہر سے دوسرے مقام پر لائے تاکہ اس کی باغات سے پر مٹی کو پورا پورا بدلہ دیں جیسے بادل پاکیزہ پانی کو اٹھاتا ہے تاکہ اس کے ذریعے بیمار زمین کا علاج کیا کرے۔"

تعلیم و تربیت

ابن زیدون ایک شریف اور معزز گھرانے میں پیدا ہوا اور اس نے ایک ایسے ماحول میں آنکھیں کھولیں جو علم و ادب کا گہوارہ تھا اس کے والد نے بچے کی تعلیم و تربیت کا بہت اچھا

[۵] ۔۔۔ ص ۳۰۰ [۶] وفیات الاعیان ص ۔۔ جلد اول

کیا لیکن قدرت نے اسے عزیز اور ہونہار بچے کی پرورش کی زیادہ مہلت نہ دی - ابھی لڑکے کی عمر صرف گیارہ ہی سال کی تھی کہ قاضی ابو بکر عبداللہ کا انتقال ہوگیا اور ابو الولید احمد یتیم رہ گیا[7]

ابن زیدون کا والد، قرطبہ کے مشہور اور معروف قاضیوں میں سے تھا۔ چنانچہ اس کے لیے اپنے والد کی یہ علمی قدر و منزلت ہی کافی تھی - اس کا سارا ماحول اور گرد و پیش علمی اور ادبی تھا، پس ضروری تھا کہ ابن زیدون بھی اسی گہوارۂ علم و ادب میں بڑھے اور پھلے پھولے[8] باپ نے مرتے وقت اس کی تعلیم اور نگرانی کا کام اپنے زمانے کے بہترین نامور ارباب فضل و کمال کے سپرد کیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ بھی انہی لوگوں کے رنگ میں رنگا گیا - بیس ہی سال کی چھوٹی سی عمر میں شرافت و نجابت کے آثار اس میں ظاہر ہونے لگے اور وہ ابھی زندگی کی پچیس بہاریں دیکھنے پایا تھا کہ اس کی شہرت علم و فضل اور شہادت و جلالت کا آوازہ دُور دُور تک پہنچ گیا[9]

ابن زیدون نے اندلس کے نامور اہلِ علم سے تعلیم حاصل کی اور اپنے زمانے کے چوٹی کے اساتذہ ادب کی زیر نگرانی پروان چڑھا۔ اس نے بے شمار اخبار و اشعار، سیر و امثال حکم و مواعظ، مسائلِ فن و لغت اور ان کے مختلف مباحث و اقسام سے کما حقہٗ واقفیت حاصل کرلی - تمام اصنافِ علم و فن پہ اُسے مکمل عبور حاصل ہوگیا اور فضیلت و حکمت کی بلندیوں تک رسائی حاصل کی - نتیجتاً اس کی خوبیوں نے آغازِ جوانی ہی میں اسے نامور بنادیا وہ قرطبہ کے اعلام و اعیان میں شمار ہونے لگا - اس کی شہرت چار دانگِ عالم پھیل گئی اور وہ ادباء کی صفِ اول میں جا کھڑا ہوا[10]

الفتح کا بیان ہے :

زعیم الفئة القرطبية ونشأة الدولة الجمهورية الذی بهر بنظامه و ظلهر کالبدر ليلة تمامه و لا لسدی به الرؤساء و الملوك[11]

---

[7] الادب العربی و تاریخہ ص۱۲۶ [8] ایضاً : [9] کنوز الاجداد ص۱۵۲

[10] المفصل ص۴۳۹ [11] قلائد العقیان ص۴۹

"اہل قرطبہ کا سردار اور دولتِ جمہوریہ کا قائد جو انتظام سلطنت میں ہمعصروں پر فوقیت لے گیا اور بدرِ کامل کی طرح چمکا اور دوسرے سردار اور بادشاہ اس سے آگے نہ بڑھ سکے۔"

عہدِ شباب

یہ تو تھی ابن زیدون کی نجی زندگی کی تصویر اور اس کے گھر کا ماحول، جب وہ ذرا بڑا ہوا تو قرطبہ شہر کی عام طرزِ زندگی، رہن سہن کے طریقوں اور عام تمدن و معاشرت نے بھی اس کی زندگی پر بڑا اثر ڈالا۔ یہ شہر اسلامی حکومت کے آغاز ہی سے دار الحکومت چلا آ رہا تھا۔ اور بنو امیہ نے اسے بغداد کے ہم پلہ بنانے کی کوشش کی تھی۔ انھوں نے یہاں علم و حکمت کے بیج بوئے۔ مشرقی علما اس شہر میں اکٹھا کرنے اور سمیٹ لینے کے لیے ہر ممکن جد و جہد سے کام لیا۔ انھوں نے دلوں کو مال و دولت اور حسنِ ضیافت و اخلاق کی وجہ سے موہ لیا، یہاں علم و ادب کی وہ نامور، عزت مآب ہستیاں جمع ہو گئی تھیں جن پر بغداد اپنے زمانہ عروج و اقبال اور اجتماعِ شرف و جلال کے وقت فخر کیا کرتا تھا[۱۲]۔

اس ماحول میں وہ روح جاری و ساری تھی جس کا منبع خود نفوسِ خلفا و امرا میں موجود تھا۔ یہ روح ایثار للعلم والادب کی روح تھی، یہاں وزارت ادیبوں اور شاعروں کے لیے وقف تھی۔ اس ملک میں وزیرِ مملکت صرف شاعر اور ادیب ہی ہوا کرتے تھے۔ اگر کوئی یہودی بھی علم و ادب اور فصاحت و بلاغت کا دلدادہ ہوتا اور اس میں مہارت رکھتا تو یہ جلیل القدر عہدہ اسی کے سپرد کر دیا جاتا۔ علم کے لیے مشتاقانہ شغف، یہ دیوانہ وار طلب، تعلق و دلبستگی اور یہ مجنونانہ فریفتگی کسی اور مقام پر مشکل ہی سے نظر آئے گی۔ یہی وہ اسباب و عوامل تھے جو ہمارے شاعر کو عروج و کمال کے لیے ابھارتے رہے۔ اس نے علم و فضل اپنے باپ سے ورثہ میں پایا تھا، اور پھر ملک و قوم کی جانب سے "ایثار للبلاغۃ" کا مظاہرہ دیکھا۔ اس نے مشاہدہ کیا کہ کس طرح مندرجہ بالا صفات و معارف کا مالک و ماہر شخص وزارت کے منصبِ عظیم تک رسائی حاصل کر سکتا ہے۔ اسی لیے اس نے بے اندازہ کوشش اور جد و جہد سے کام لیا یہاں تک کہ اپنے معاصرین میں ہر لحاظ سے فوقیت لے گیا، اس کی عظمت و جلالت اور تبحّر علمی

۱۲ھ الادب العربی وتاریخہ ص۱۲۷

ندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اندلس کے مسلمان بادشاہوں اور امیروں کی اکثریت اُسے پنے لیے مخصوص بنانے پر ایک دوسرے سے رشک و حسد کا مظاہرہ کرنے لگی[۱۳]

ذکرہ ابو حیان فقال: ابو الولید احمد ابن زیدون - ذی الابوۃ السنیۃ بقرطبۃ ــــ فاحسن التصرف فی ذلک و غلب علی قلوب الملوک ــــ فاکتسب الجاہ و المنفعۃ ــــ

ابو حیان نے اس کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

"ابو الولید احمد بن زیدون قرطبہ کے عالی مرتبت لوگوں میں سے تھا اس نے اپنے علم و فضل کے ذریعہ بادشاہوں کے دلوں میں گھر کر لیا تھا جس کی وجہ سے اُسے ایک خاص مرتبہ اور مقام حاصل ہوا۔"

"ابن زیدون رائے کا پختہ، حسن تدبر کا مالک، ارادے کا دھنی اور امورِ سلطنت میں ماہر و عارف نسان تھا۔ لوگوں کے دلوں میں اس کے لیے بے پناہ محبت و عقیدت کا جذبہ کارفرما تھا۔ وہ سے پسندیدہ نگاہوں سے دیکھتے تھے، وہ انتہا درجے کا فصیح و بلیغ انسان تھا ــــ اس کے ادب یں حسن و جمال، رونق و تابانی اور شادابی نمایاں تھی، مجلسوں میں اس کا تذکرہ ہونے لگا، اور س کی قدر و منزلت کا بڑا چرچا ہوا ــــ لوگ متعجب اور حیران کن نظروں سے اسے دیکھنے لگے۔ اس کے حُسنِ صورت اور علم و فن و حکمت میں مہارتِ تامہ کی وجہ سے ہر کسی کی خواہش ہوتی کہ وہ صرف سی کا ہو رہے۔ لوگوں کے دلی جذبات اور میلانِ طبع، اس کی جانب حد درجہ کے تھے۔"[۱۴] (ابن بناتہ)

سیاسی زندگی

ابن زیدون بہت زیادہ حسنِ تدبر اور فضل و کمال کا مالک تھا، اس کی شخصیت صرف ادبی و علمی شخصیت ہی نہ تھی بلکہ ایک بہت بڑا سیاستدان ہونے کی وجہ سے وہ عوام کی زندگی، اُن کے حالات و واقعات اور اُن کے طرز بود و باش میں بڑی دلچسپی رکھتا تھا۔ چنانچہ اس انقلابِ عظیم یں جس نے بنو امیہ کی سلطنت کا خاتمہ کر دیا ــــ ابن زیدون کا بھی ہاتھ کافی حد تک کام کر رہا تھا۔ وہ اس انقلاب کے داعیوں میں سے تھا[۱۵]

جب دعاۃ بنو امیہ نے اپنی کھوئی ہوئی سلطنت کو واپس لینے کا ارادہ کیا اور اہلِ قرطبہ پر بڑں

---

۱۳ الادب العربی و تاریخہ ص ۱۲۷ ۱۴ سراج العیون ص ۲ ۱۵ المفصل ص ۱۷۹

وا اپنے ملک سے نکالنے کے لیے آمادۂ پیکار ہوئے تو ابنِ زیدون نے بھی اپنی سیاسی قدر و منزلت کی وجہ سے اس معرکۂ عظیمہ میں حصہ لیا وہ ابن جہور کے اُن مخصوص لوگوں میں سے تھا جو بربروں کے اخراج کے بعد اس کے مشیر و مقرب قرار پائے[۱۶]

"قال ابو مروان : وکان ابو الولید من ابناء وجوہ الفقہاء بقرطبة فی ایام الجماعة والفتنة ـــ"

"ابو مروان کا بیان ہے کہ ابو الولید اندلس کے زمانۂ امن اور دورِ فتنہ و فساد دونوں میں قرطبہ کے ممتاز فقہا کی اولاد میں سے تھا"

اس شورش اور فتنے کی بدولت، دولتِ بنی اُمیّہ اور بنی حمود کانپ گئی، اس کے بعد ہی "طوائف الملوکی" کا دَور دَورہ شروع ہوا۔ یہ انقلاب ۴۲۲ھ میں شروع ہوا۔ اس وقت ابنِ زیدون کی عمر صرف ۲۸ سال کی تھی[۱۷]

مناصب

سیاسی استقلال اور ذکاوت و تدبیرِ سلطنت میں ابنِ زیدون کی بڑی قدر اور بلند شان تھی۔ اس زمانے میں ابو الحزم بن جہور، قرطبہ میں غلبہ حاصل کر چکا تھا اور اندلس کے درباروں میں اس کے چرچے رہا کرتے تھے، اس کی دلی خواہش اور تمنا تھی کہ کسی طرح اس صاحبِ فضیلت و عظمت شاعر کو اپنا رفیق و مددگار بنالے اور اس کی حکومت اور سلطنت میں اس کا دست و بازو بن جائے چنانچہ بڑی کوشش کے بعد ابن جہور اسے اپنا مقرب بارگاہ بنانے میں کامیاب ہوگیا۔ ابنِ زیدون کی دربار میں آہستہ آہستہ اتنی زیادہ قدر و منزلت بڑھ گئی کہ امیرِ قرطبہ نے اسے اپنا وزیر بنا لیا۔ اور اسے "ذو الوزارتین" کے معزز و باوقار خطاب سے نوازا گیا۔ اس طرح قرطبہ کی حکومت میں سب سے بڑا عہدہ اور منصب اس کے سپرد کیا گیا[۱۸]

* ذو الوزارتین" کا لقب اس زمانے میں اس شخص کو دیا جاتا تھا جو بادشاہِ وقت کے ساتھ ہر معاملہ اور ہر اہم امر میں شریک کار ہوتا، وہ ہر بات میں امیر کو مشورہ دیا کرتا تھا اور حاکم بھی اس کی مرضی اور صلاح کے بغیر کوئی کام سرانجام نہ دیتا۔ صرف یہی نہیں بلکہ "ذو الوزارتین" کو شہری اختیارات

---

[۱۶] کنز الاحداد ص ۲۵۱   [۱۷] الادب العربی و تاریخہ ص ۱۲۷   [۱۸] القلائد ص ۶۹

کے ساتھ ساتھ فوجی معاملات میں بھی عمل دخل ہوتا اور وہ فوجی محکمہ کے بعض معاملات کا بھی مختار و مدبر ہوتا تھا۔ ان اہم ذمہ داریوں اور مناصبِ عظمیٰ کی بدولت، اس کا تصرف امورِ عام میں قول وفعل دونوں سے ہوتا۔ وہ رعایا کے تقریباً تمام کاموں کا نگران ہوتا تھا۔

یوں سمجھنا چاہیئے کہ اندلس میں وزارت دو حصوں میں منقسم تھی :

(۱) وہ وزیر جو بادشاہ یا خلیفہ کا صرف مشیر و صلاح کار ہوتا، وہ درباری مجلسوں اور محفلوں میں برابر حاضر ہوتا، امورِ سلطنت میں اپنی رائے اور مشورہ پیش کرنے کا حق رکھتا لیکن شاہی کاموں میں اسے کوئی اختیار نہ ہوتا۔

(۲) اس کے آگے وزارت کا ایک اور درجہ ہوتا، اُسے ہم "وزارۃ المشورہ والتنفیذ" کے نام سے پکار سکتے ہیں۔ اس قسم کا وزیر تنفیذ رائے کا مالک ہوتا، رعایا کے امور کی نگہداشت کرتا۔ عمال و حکامِ دولت کی جانچ پڑتال کرتا، اُن کا محاسبہ کرتا۔ اسی شخص کو "ذوالوزارتین" کہتے تھے[۱۹]

ابنِ جہور کے ہاں، ابنِ زیدون کا یہی رتبہ اور درجہ تھا، اس سے اس کی عظمت و شہرت کو چار چاند لگ گئے۔ دوسرے ملوک و امرا سے رابطہ و تعلق کی استواری اور سفارت کا ذمہ دار بھی وہی تھا۔ چنانچہ اس عہدے کے فرائض کی سرانجام دہی کے لیے اسے اکثر و بیشتر اندلسی حکمرانوں سے سابقہ پڑتا۔ وہ اُن کی ایک بڑی تعداد سے ملا اور اس طرح اس کی شہرت قرطبہ کی حدود سے گذر کر سارے ملک میں پہنچ گئی۔ دوسرے "ملوک الطوائف" کی مجلسوں میں بھی اس کا اعزاز و اکرام کا درجہ بڑھ گیا[۲۰]

"کان من اصطنع ابن جہور من رجال دولتہ وقدمہ للنظر علی اھل الذمۃ بعض الامور المعترضۃ وقصرہ بعد مکانہ من الخاصۃ والسفارۃ بینہ وبین الرؤساء فیما جری بینہم من التراسل والمداخلۃ" (ابن بسام)[۲۱]

ابن بسام لکھتا ہے :

"ابن جہور نے اسے اپنے اعیانِ سلطنت میں سے اپنے لیے خاص کر لیا اور اسے ذمیوں کو

---

[۱۹] الادب العربی و تاریخہ ط ۱۲۹ [۲۰] الادب العربی و تاریخہ ص ۱۲۹ [۲۱] بحوالہ دیوان ص ۲۰۱

پیش آنے والے بعض امور کی دیکھ بھال کے لیے متعین کیا لیکن اتنی قربت اور سفارتی فرائض انجام دینے کے بعد ابن جہور نے اسے قید میں ڈال دیا۔"

ابن جہور کے دربار میں رہتے ہوئے بھی ابن زیدون کو کئی دوسرے عالی شان درباروں سے دعوت موصول ہوتی، اسے بڑے بڑے عہدوں کی پیش کش کی گئی، عزت و اکرام کی بے بہا دولت نذر کرنے کا وعدہ کیا گیا لیکن اپنے آقا سے بے وفائی اور وعدہ خلافی کو اچھا نہ سمجھا اور یہاں سے کہیں اور چلے جانا ناپسند کیا۔

"... واتفق أن عن له مطلب بحضرة ادریس الحسنی بمالقة، فاطال الثواء هنالك واقترب من ادریس ..." (ابن بسام)[۲۲]

ابن بسام کا کہنا ہے ... "اسے مالقہ میں کسی اہم کام کے لیے ادریس الحسنی کے دربار میں جانا پڑا۔ وہاں وہ ایک عرصے تک مقیم رہا اور اسے ادریس کی قربت کا موقع ملا۔"

ابن زیدون کی اس علو منزلت اور اس کو عالی شان منصب پر فائض دیکھ کر اس کے حاسدین کے ایک بہت بڑے گروہ کا پیدا ہو جانا ایک قدرتی اور لابدی امر تھا اور اس کے ساتھ یہی معاملہ درپیش آیا۔ ایک بہت بڑی جماعت نے اس کے آقا کے دل میں، اس کے خلاف شکووں اور شکایتوں کا ایک طومار لا کھڑا کیا۔ انھوں نے بدگمانیوں اور فریب کاریوں کے بیج بو دیئے، حاسدین ایک وزیر کے خلاف بادشاہ کے دل کو، اس کے فرائض کی بدولت فوراً پھیر سکتے اور اس کے دل میں شکوک و شبہات بڑی آسانی سے پیدا کر سکتے ہیں[۲۳]

مصائب

ابن جہور کے دربار میں اس کا سب سے بڑا رقیب اور مدمقابل، وزیر ابن عبدوس تھا۔ عام طور پر یہی کہا جاتا ہے کہ ابن زیدون سے اس کی دشمنی کی سب سے بڑی وجہ مشہور شاعرہ ولادہ کی محبت و الفت تھی۔ ابن عبدوس بھی اس دوشیزہ کا خواہاں و طالب تھا، اسی وجہ سے دونوں میں رقابت و حسد کا جذبہ پیدا ہو گیا[۲۴]

ابن عبدوس اور اس کی ٹولی کے لوگوں نے اپنے ارادوں کو عملی جامہ پہنانا شروع کیا۔ مختلف طریقوں

---

۲۲ دیوان (مرتبہ کامل) ص ۴۰۹، ۲۳ الادب العربی بالاندلس ص ۱۲۹، ۲۴ دیوان ص ۲۱

اور فریب کاریوں سے ابن جہور کا دل، ابن زیدون کی جانب سے کھٹا کر دیا گیا۔ اس کے سامنے متوخر الذکر کے خلاف تمام ممکن ذرائع کو استعمال میں لایا گیا۔ اس سازش کا نتیجہ یہ نکلا کہ ابن جہور کے دل میں بھی کدورت پیدا ہو گئی اور اس نے شاعر کو قید خانے کی تنگ و تاریک کوٹھڑی میں ڈال دیا، جہاں اس نے بے شمار تکلیفیں اور مصیبتیں برداشت کیں[25]

اسے ایک لمبی مدت تک کے لیے جیل میں مقید رہنا پڑا، اس نے قرطبہ کے حکمران کو قصائد و رسائل کے ذریعے منانے کی ہر ممکن کوشش کی اور ایسے دلگداز اور روح فرسا انداز سے معافی مانگی اور رحم کی درخواست پیش کی کہ پتھر کا دل بھی نرم پڑ جائے اور لوہا بھی پگھل جائے۔ لیکن سخت دل ابن جہور کے خیالات نہ بدل سکے اور اس پر ان پرسوز باتوں کا کچھ اثر نہ ہوا۔ ابن زیدون اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکا[26]

قید سے فرار

آخرکار جب کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی اور وہ ابن جہور کی جانب سے عفو و کرم اور تلطف و مدارات سے کلیتہً مایوس ہو گیا تو محبس کی چار دیواری سے بھاگ نکلنے کا پختہ ارادہ کر لیا اور ایک دن زندان سے چھٹکارا حاصل کر ہی لیا لیکن وہ شہر قرطبہ چھوڑ کر کہیں جا نہ سکا۔ اس لیے کہ اس بستی سے اس کا دلی اور روحانی تعلق تھا۔ یہاں اس کی امیدوں اور آرزوؤں کی ایک حسین دنیا آباد تھی، یہاں اس کے لطیف احساسات نے جنم لیا تھا[27]

"اس کا دل ولادہ کے پاس تھا، وہ ولادہ جو ادیبہ اور شاعرہ تھی، وہ جو ذوقِ ادب و شعر کے ساتھ ساتھ حسن و جمال نسوانی کی مالک تھی، جو ابنِ زیدون کے ہوش و حواس پر چھا چکی تھی، اس کے دل و دماغ پر اسی ولادہ کا قبضہ تھا۔"

ابن زیدون، ہمیشہ ابن جہور سے عفو و درگذر کا طالب رہا۔ اس بارے میں اس نے دو شخصیتوں پر آس لگا رکھی تھی، ایک اس کا دوست اور رفیقِ صادق و مخلص مشہور ادیب ابوبکر اور دوسرا اس کا قدردان ابوالولید — ابن جہور کا فرزند اور ولی عہد، شاعر کا خیال تھا کہ ان دونوں معزز ہستیوں کی سفارش ابوالحزم کی بارگاہ میں شرفِ قبولیت حاصل کرے گی اور وہ واپس

---

25. الادب العربی و تاریخہ ص ۱۲۹ — 26. المفصل ص ۱۵۰ — 27. الادب العربی ص ۱۲۹

اپنے آقاو ممدوح کے پاس چلا جائے گا اور اپنے سابقہ منصب پر فائز ہو گا۔

معافی

آخر کار کافی عرصے کے بعد اپنے لڑکے ابوالولید کی سفارش اور کہنے سننے پر امیر قرطبہ کا دل شاعر کی جانب سے صاف ہو گیا اور اس نے اسے واپس بلا لیا اور اس طرح ابن زیدون کی آرزو پوری ہو گئی۔[۲۸]
اس کے تھوڑے عرصہ بعد ابوالحزم ابن جہور کا انتقال ہو گیا اور اس کا لڑکا ابوالولید جو ابن زیدون کا پکا دوست اور مربی خاص تھا۔ برسرِ اقتدار آیا، اس نے شاعر کی بڑی حوصلہ افزائی کی، اسے اعزاز واکرام سے نوازا اور اس کے پرانے عہدے پر بحال کر دیا۔

"فالقی (ابن زیدون) نفسہ یومئذٍ علی ابی الولید بن جہور فی حیاۃ والدہ فشفع لہ وانتشلہ من نکبتہ وصیرہ فی صنائعہ ولما وقی الامر بعد والدہ، نوّہ بہ وأسنیٰ خطتہ وقدمہ فی الذین اصطنع لدولتہ وأوسع رابتہ وجلّلہ تعنعہ فیما زعوا" (ابن بسام)[۲۹]

"ابن بسام کہتا ہے کہ ابنِ زیدون نے ایک دن ابوالولید بن جہور تک رسائی حاصل کی اس نے اپنے باپ کے پاس اس کی سفارش کی اور اسے اس کے مصائب سے نجات دلائی۔ اور اس کو اپنے معاملات میں دخیل کر لیا۔ پھر جب اپنے باپ کے بعد ابوالولید حکمران بنا تو اس نے ابن زیدون کو بلند مراتب سے نوازا اسے تمام ارکانِ دولت پر فوقیت دی اور اس کا وظیفہ بڑھا دیا اور اس کو خاص نظرِ کرم سے نوازا اور اسے بڑی عزت بخشی۔"

لیکن حقیقتاً اب ابن زیدون اس ماحول سے خوفزدہ ہو چکا تھا۔ اسے ہر وقت حاسدوں کی بری نظروں اور بدفطرتی سے خطرے کا احساس رہتا، اس نے بہتری اسی میں سمجھی کہ قرطبہ کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خیرباد کہہ دے اور امن و عافیت کا کوئی اور ٹھکانا تلاش کرے، اندلس میں اس کا ایک اور قدردان اور اخلاص کیش انسان موجود تھا جو ابن جہور سے زیادہ اسے چاہتا تھا اور اس کی محبت کا قائل تھا — یہ تھا المعتضد بن عباد والیٔ اشبیلیہ۔

اشبیلیہ میں

یہ سب کچھ سوچ سمجھ لینے کے بعد ابن زیدون نے ۴۴۱ھ ہجری میں قرطبہ کو الوداع کہا اور اشبیلیہ

کو نقل مکانی کر گیا۔ وہاں پر اس کی بڑی آؤ بھگت کی گئی۔ المعتضد نے اسے عزت و تکریم کی نگاہوں سے دیکھا، اس کو منصبِ عالی پر فائز کیا، اپنی سلطنت کے تمام و کمال امور اس کے سپرد کر دیئے اور جملہ حکام کا مدبر و مختار اسی کو بنا دیا:

"فهوى عمّا قليل الى عبّاد صاحب اشبيلية اجتذبه الى ذالك فهاجر عن وطنه اليه، ونزل عن كنفه وسار من خواصه وصحابته يجالسه فى خلواته ويراسل له فى مهمه رسائله على حالٍ من التوسعة وكان ذهابه لعبّاد سنة احدى وأربعين واربعمائة"[۵۳۰]

ابن بسام کا کہنا ہے: "وہ جلد ہی اشبیلیہ کے حکمران (ابن) عباد کی طرف مائل ہو گیا چنانچہ اس نے ترکِ وطن کیا اور ابن عباد کے پاس جا پہنچا اور اس کے مقربانِ بارگاہ میں شامل ہوا۔ ابن عباد اسے اپنی خلوتوں میں ساتھ رکھتا۔ ابن عباد کے پاس وہ ۴۴۱ ہجری میں پہنچا"

المعتضد کی وفات کے بعد، اس کے تعلقات، المعتمد بن المعتضد سے بھی بڑے اچھے رہے۔ ابن زیدون ہی کے فہم و تدبر کی بدولت المعتمد نے قرطبہ کو فتح کر کے اسے اپنا دارالحکومت قرار دیا۔ (یہ واقعہ خریف ۱۰۷۰ء کا ہے "ملوک الطوائف": ڈوزی)

اگرچہ اشبیلیہ میں ابن زیدون بڑے آرام و آسائش کی زندگی گذار رہا تھا لیکن کچھ عرصے کے بعد یہاں بھی اس کے بہت سے حاسد اور دشمن پیدا ہو گئے، اُن میں سے ابن عمار ذوالوزارتین اور ابن مرتین کے نام خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں۔ یہ لوگ ہمیشہ اُسے تکلیف پہنچانے اور اپنے بغض و حسد کا نشانہ بنانے کی تاک میں لگے رہتے تھے۔ ابن خاقان نے اس واقعہ کو تفصیلاً بیان کیا ہے، اس کا کہنا ہے:

"ابن زیدون المعتمد کے باپ کا وزیر، وہ شخص تھا جس نے المعتضد کے دبدبے کا دنیا میں سکہ بٹھا دیا اس کے امورِ ملکی کو حسن تدبیر سے چلایا، اس کے ارد گرد چھانے والی تاریکی اور ظلمت کا خاتمہ کیا، نامعقول اشخاص کے غیر پسندیدہ افعال اور مکر و فریب کا پردہ چاک کیا

---

[۵۳۰] (ابن بسام) دیوان ص ۲۹

اُسے دشمنوں کے خلاف حوصلہ اور جرأت مندی سے ڈٹے رہنے کی تلقین کی اور عمال و وزرا کو اَن تھک محنت کرنے پر مجبور کر کے المعتضد کے ہر کام میں حسن و خوبی اور زیب و زینت کا اضافہ کیا۔ لیکن معاصرین اور دشمنوں کے دل کینہ اور حسد سے بھر گئے، اُن کی خوشی اور مسرت کا خاتمہ ہو گیا، جب المعتضد کو سپردِ خاک کیا جا چکا اور سلطنت کا کاروبار المعتمد کے کندھوں پر ڈالا گیا تو یہ سب لوگ ابن زیدون کو ڈھونڈنے لگے انھوں نے اس کے خلاف ایک زبردست طوفانِ بدتمیزی برپا کر دیا۔ اس کے سامنے مشکلات کا ایک پہاڑ لا کھڑا کیا، ان لوگوں نے معزز انسان کو اس کے عالی شان مرتبے سے گرانے کا مضبوط ارادہ کر لیا اور اس کی عزت و حرمت کو خاک میں ملانے کے درپے ہو گئے۔ چنانچہ ایک رقعہ لکھا گیا اور اسے المعتمد کے ہاتھوں میں تھما دیا گیا۔[۱۳۱]

حاسدین برابر اپنی کوششوں میں مصروف رہے اور ہر موقع سے فائدہ اٹھانے کی تلاش جاری رکھی، اسی دوران میں ایک ایسا واقعہ پیش آیا جسے ابنِ عمار، ابن مرتین اور ان دونوں کے ساتھیوں اور مددگاروں نے اپنے لیے ایک بے بہا غنیمت جانا ۔۔۔ اشبیلیہ میں اچانک یہود کا فتنہ برپا ہوا۔ المعتمد نے اسے دبانے کے لیے اپنے لڑکے کی سرکردگی میں قرطبہ سے ایک فوج روانہ کی دشمنوں کے لیے ابن زیدون سے خلاصی پانے کا اور کونسا موقع ہو سکتا تھا۔ انھوں نے المعتمد کو مجبور کر دیا کہ وہ ابن زیدون کو اس مہم پر اشبیلیہ بھیجے کیونکہ وہاں کے لوگوں سے اس کے بڑے قریبی تعلقات تھے اور وہ دل و جان سے اس کی عزت کرتے تھے اور اس کی محبت و الفت کا دم بھرتے تھے اور یہ بات تھی بھی سچ ۔۔ حاسدین نے المعتمد کو یقین دلایا کہ ابن زیدون اشبیلیہ والوں کی عقیدت کے ماتحت اس بغاوت کو ضرور ختم کر دے گا۔ انھوں نے بڑے اصرار سے کہا کہ دلوں میں بھڑکتی ہوئی آگ کو ٹھنڈا کرنا اسی کا کام ہے۔

المعتمد خود بھی اچھی طرح جانتا تھا کہ اہل اشبیلیہ ابن زیدون سے کس قدر عقیدت اور اخلاص رکھتے ہیں اور یہ کہ اس شہر میں اس کی قدر و منزلت کی کتنی فراوانی ہے۔

ابن زیدون ان دنوں بیمار تھا۔ اس کے لیے چلنا پھرنا بھی مشکل ہو رہا تھا۔ اسی خطرناک حالت

---

[۱۳۱] قلائد العقیان ص ۱۵

میں المعتمد نے اسے ایک لمبے اور کٹھن سفر کے لیے مجبور کیا۔ بیمار اور کمزور انسان حاکم وقت کے اس جابرانہ ارادے اور حکم کی مخالفت نہ کر سکا اور قرطبہ سے اشبیلیہ کو روانہ ہو گیا۔

وفات

اشبیلیہ پہنچ کر اس کا مرض زیادہ شدت اختیار کر گیا، بیماری نے نازک صورت حالات پیدا کر دی، اس کے اہل خانہ کو قرطبہ میں اطلاع دی گئی، اس کا لڑکا ابوبکر اور دوسرے افراد بھی اشبیلیہ جا پہنچے، بڑھاپے اور مرض نے اسے موت کے دروازے پر لا کھڑا کیا اور اسی دارالہجرت میں اپنے محبوب وطن اور دیارِ حبیب سے بہت دُور وہ فانی دنیا کو چھوڑ کر راہیِ ملکِ بقا ہوا۔ اہلِ اشبیلیہ کو اپنی بے پناہ محبت اور عقیدت کی بنا پر یہ صدمہ بڑا شاق گذرا، وہ ابنِ زیدون کے لیے بڑے غمزدہ اور پریشان ہوئے اور آہ و بکا کا جاں گداز واویلا آسمان تک پہنچنے لگا۔ اسے بڑے حزن و ملال کے ساتھ یہیں دفن کر دیا گیا۔ رحمہ اللہ!

ابن خلکان کے بیان کے مطابق اس کی تاریخ وفات ۱۵ رجب ۴۶۳ھ ہے۔ ابن بسام نے "الذخیرہ" میں ابن زیدون کی وفات کے بارے میں مندرجہ ذیل سطور تحریر کی ہیں:

"۔۔ اشبیلیہ میں سرِ بازار ایک مسلمان اور یہودی کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ دونوں نے ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہا اور معاملہ گالی گلوچ تک جا پہنچا، مسلمانوں کو شک گذرا کہ یہودی نے غالباً "شریعت مطہرہ" کو گالی دی ہے۔ چنانچہ اسے خوب پیٹا گیا۔ اس پر شہر میں عام بلوہ ہو گیا، حاکم شہر عبداللہ بن سلام نے مارنے والے مسلمان کو گرفتار کر لیا اس پر عوام اور بھڑک اٹھے اور اس قید کو خلافِ انصاف قرار دیا۔ قرطبہ میں المعتمد نے یہ خبر سُن کر اپنے لڑکے سراج الدولہ کو فوج دے کر اشبیلیہ روانہ کیا، کیونکہ وہاں کے حالات مخدوش صورت اختیار کرتے جا رہے تھے۔ سراج الدولہ دوشنبہ ۷ ذی الحجہ ۴۶۲ھ کو قرطبہ سے چلا۔ اس کے ساتھ بڑے بڑے علما اور معززین کی بھی ایک کثیر تعداد کر دی تاکہ عوام کی بے چینی اور اضطراب کو دُور کیا جا سکے۔ ابن زیدون بھی ان لوگوں میں شامل تھا بعد میں اس کا لڑکا ابوبکر بھی روانہ کیا گیا۔ وہاں پہنچ کر ابن زیدون کی بیماری بڑھ گئی اور

۳۲؎ وفیات الاعیان جلد اول ص۴۶

اپنے دار الہجرت میں شروع رجب ۴۶۳ھ میں وفات پا گیا:

• لن یخلف الدھر مثلہ جمالاً وبیاناً وبراعۃً وسلطاناً وظرفاً و حلولاً من مراتب البلاغۃ نظماً ونثراً بمرتبۃٍ لم یخلف لھا بعدہ عاطیاً یقرانہ بین الکلامین وبراعۃً فی الفنّین۔

• زمانے نے اس جیسا حسن و بیان اور شان و شوکت والا پیدا نہیں کیا نظم و نثر میں بلند مراتب پر تھا۔ اس کے بعد ایسا کوئی شخص نہیں آیا جس نے دونوں یعنی نظم و نثر میں اس جیسی مہارت پیدا کی ہو۔" (باقی آئندہ)

مسلمانوں کے عقائد و افکار

(از علامہ ابوالحسن اشعری ۔ ترجمہ: مولانا محمد حنیف ندوی)

یہ کتاب چوتھی صدی ہجری کے جلیل القدر عالم علامہ ابوالحسن اشعری کے شاہکار "مقالات الاسلامیین" کا ترجمہ ہے۔ اس میں علامہ نے چوتھی صدی ہجری کے اوائل کے ان تمام عقائد و افکار کو بغیر کسی تعصب کے بیان کر دیا ہے جو صدیوں ہمارے ہاں فکری و کلامی مناظروں کا محور بنے رہے۔ اس کے مطالعے سے جہاں یہ معلوم ہوگا کہ مسلمانوں نے نفسیات، اخلاق اور مادہ و روح کے بارے میں کن کن علمی جواہر پاروں کی تخلیق کی ہے۔ وہاں یہ حقیقت بھی نکھر کر سامنے آجائے گی کہ ماضی میں فکر و نظر کی کجی نے کن کن گمراہیوں کو جنم دیا ہے اور ان گمراہیوں کے مقابلے میں اسلام نے کس معجزانہ انداز سے اپنے وجود کو برقرار رکھا ہے۔ قیمت: ۹ روپے

ملنے کا پتہ

سکریٹری ادارۂ ثقافتِ اسلامیہ، کلب روڈ، لاہور